سوال

(53) حجر اسود کی اہمیت اور فضیلت کی بابت استفسارات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نیپال سے عبدالعزیز بن عبدالرزاق مدنی سوال کرتے ہیں :

1۔ حضرت آدم صرف حجر اسود ہی کو کیوں جنت سے لائے تھے ؟

2۔ اس کی کیا وجہ ہوئی کہ یہ پتھر لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا ؟

3۔ اسے کعبہ میں کیوں رکھا گیا ، کیا صرف اس لیے کہ طواف کے لیے ایک نشانی کا کام دے سکے یا صرف اس لیے کہ اسے چھوا جائے یا بوسہ دیا جائے ؟

ہم حجر اسود کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں ۔ مجھے حضرت عمر کا یہ قول معلوم ہے :

''تم صرف ایک پتھر ہو، جو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان ، میں تمہیں اس لیے چومتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمہیں چومتے دیکھا ہے ۔ ،،

ایک ہندو معاشرے میں جہاں پتھروں کو پوجا جاتا ہے ہمیں حجر اسود کی حقیقت جاننے کا شدید احساس ہے ۔ میں آج کل نیپال زبان میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں لیکن حجر اسود کے بارے میں الجھن کا شکار ہوں ، برائے مہربانی وضاحت کریں ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حجر اسود کی فضیلت کے بارے میں امام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق الفاکہی نے اپنی کتاب اخبار مکہ میں چونتیس احادیث ذکر کی ہیں ، کتاب کے محقق ڈاکٹر عبدالمالک بن عبداللہ بن دھیش کی تحقیق کے مطابق ان میں سے صرف آٹھ احادیث صحیح یا حسن کے درجے تک پہنچتی ہیں ، ان میں سے چند احادیث ہم یہاں درج کرتے ہیں :

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : '' حجر اسود جنت میں سے ہے اور برف سے زیادہ سفید تھا یہاں تک کہ اہل شرک کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ۔ ،، (صحیح ابن خزیمہ : 4 219 ، ومسند احمد : 1 307 ، 329 ، 373 ، دیکھیے : الصحیحہ : 6 230 ، حدیث 2618)

(2) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ پتھر نازل ہوا تو چاندی سے زیادہ سفید تھا اور اگر اسے جاہلیت کی پلیدگی نہ لگی ہوتی تو ہر جسمانی عیب والا شخص اسے چوتے ہی

شفایاب ہوجاتا۔ (اخبار مکۃ للازرقی: 1 256، واخبار مکہ للفاکھی: 1 17)

(3) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: یہ رکن (یعنی حجر اسود) زمین میں اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے، جس سے کہ وہ اپنے بندوں سے ایسے مصافحہ کرتا ہے جیسے ایک آدمی اپنے بھائی سے۔ (اخبار مکہ للازرقی: 1 257، واخبار مکۃ للفاکھی: 1 18)

(4) اسماعیل بن عبدالرحمن السدی (الکبیر) کہتے ہیں: آدم ہندوستان میں نازل ہوئے اور ان کے ساتھ حجر اسود کو اتارا گیا اور جنت کے پتوں میں سے ایک گچھا بھی۔ انہوں نے ان پتوں کو ہندوستان میں پھیلا دیا جس سے خوشبوں کا پودا اگ آیا۔ ہندوستان سے در آمد خوشبو کی اصلیت یہی پودا ہے۔ حضرت آدم نے یہ گچھا جنت سے نکالے جاتے وقت عالمِ افسوس میں اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ اخبار مکۃ للفاکھی: 1 90. اخبار مکہ کے محقق ڈاکٹر عبدالملک بن عبداللہ وھیش نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔)

(5) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں، جبریل جنت سے حجر اسود کو لے کر نازل ہوئے اور وہاں رکھا جہاں تم اسے دیکھتے ہو۔ جب تک یہ پتھر تم میں موجود ہے تم بخیریت رہوگے، اس لیے جہاں تک ہوسکے اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ ایک وقت آئے گا کہ جہاں سے یہ پتھر آیا ہے وہیں واپس چلا جائے گا۔ (اخبار مکہ للازرقی: 1 40، 258، 274، واخبار مکۃ للفاکھی 1: 91، یہ اثر صحیح ہے۔

(6) خیثمہ بن عبدالرحمن جعفی کہتے ہیں: حجر جب جنت سے نازل ہوا تھا تو برف سے زیادہ سفید تھا اگر بنی آدم کے گناہوں نے اسے نہ چھوا ہوتا تو کوئی بھی اندھا، برص والا یا کوڑھی اسے چھوتا تو شفایاب ہوجاتا۔ (اخبار مکۃ للفاکھی: 1 94، ڈاکٹر دھیش نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔)

ان احادیث اور آثار سے یہ فوائد اخذ کیے جاسکتے ہیں:

کعبہ کی ساری عمارت دنیا کے پتھروں سے بنی ہے۔ صرف ان میں سے ایک پتھر ایسا ہے جس کی نسبت جنت کی طرف ہے، اس لیے اگر مسلمان اس پتھر کو بوسہ دیتے ہیں تو جنت کی اس نسبت کی بنا پر دیتے ہیں نہ کسی دنیوی پتھر کو۔

جنت کا ہر شخص مشتاق ہے اور اگر اس دنیا میں جنت کی ایک چیز لاکر رکھ دی گئی ہے تو مشتاقان دید کا اسے چھونا اور بوسہ دینا ایک فطرتی امر ہے۔

خانہ کعبہ کو سب سے پہلے حضرت آدم نے بنایا تھا۔ بیہقی کی ایک روایت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے (دلائل النبوۃ للبیھقی: 1 424، وتاریخ دمشق: 2 321)

اور صحیح کی یہ حدیث اس بات پر واضح طریق سے دلالت کرتی ہے۔ حضرت ابوذر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔،، انہوں نے پوچھا: اور پھر؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصیٰ۔،، انہوں نے پوچھا: دونوں میں کتنا وقفہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس سال۔،، ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اور پھر؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر جہاں کہیں تمہیں نماز کا وقت آجائے تو نماز پڑھ لو، اس لیے کہ ہر جگہ مسجد ہے۔،، (صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، حدیث 3366، وصحیح مسلم، المساجد ومواضع الصلاۃ، حدیث: 520)

واضح رہے کہ دونوں مساجد کی تعمیر میں چالیس سال کا وقفہ اس طرح ہوسکتا ہے جبکہ حضرت آدم نے دونوں تعمیر کی ہو کیونکہ حضرت ابراہیم نے کعبہ کو بنیادوں سے اٹھایا تھا، یعنی بنیادیں موجود تھیں، باقی عمارت منہدم ہوچکی تھی۔ اور پھر حضرت داؤد کے آخر زمانے میں ہیکل کی تعمیر شروع ہوئی، جو حضرت سلیمان کے زمانے میں پایۂ تکمیل کو پہنچی، اس لیے ہیکل سلیمانی کہلائی اور قرآن نے اسے مسجد اقصیٰ سے تعبیر کیا ہے۔

خانہ کعبہ کی عمارت میں جنت کے ایک پتھر کا لگنا اسے ایک ندرت عطا کرنا ہے اور اسی لیے حضرت آدم کے ساتھ اس پتھر کو اتارا گیا ہوگا۔

جہاں تک حجر اسود کے سیاہ ہوجانے کا سوال ہے تو ذہن اس حدیث کی طرف جاتا ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے دل کی مثال دی ہے کہ گناہ کرنے پر دل میں ایک سیاہ دھبا

لگ جاتا ہے اور پھر گناہوں کی کثرت سے دل سارے کا سارا سیاہ ہوجاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، الزھد، حدیث 4244، ومسند احمد: 2 297)

گویا حجر اسود پر لوگوں کے گناہوں کا انعکاس ہوا ہے۔ قاعدہ ہے کہ آئینہ ابتدا میں صاف وشفاف ہوتا ہے لیکن مدت کے بعد دھندلا ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس میں کچھ دکھائی نہیں پڑتا۔

خانہ کعبہ کے جس کونے میں حجر اسود کو رکھا گیا ہے وہ طواف کی ابتداء کرنے کی علامت بنا دیا گیا ہے، گویا حجر اسود کی خاص حیثیت کی بنا پر اسے یہ اعزاز دیا گیا ہے جو کہ کعبہ کے کسی دوسرے کونے کو حاصل نہیں ہے۔

حضرت عمر کے قول سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اسے ہاتھ لگانا یا چومنا سنت کی بنیاد پر ہے نہ کہ پتھر کی عبادت یا اس سے نفع ونقصان کی توقع رکھنا۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حجر اسود جنت سے نازل ہوا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اسے کالا کر دیا۔،،

(جامع الترمذی، الحج، حدیث: 877)

اور یہ بھی فرمایا: ''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح لائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گا اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گا اور ہر اس شخص کے لیے گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اسے چھوا ہوگا۔،، (سنن ابن ماجہ، المناسک، حدیث: 2944، ومسند احمد: 1 371)

اور کہا: ''رکن (حجر اسود) اور مقام (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی تھی) دونوں یاقوت ہیں۔،، (جامع الترمذی، الحج، حدیث: 878، ومسند احمد: 2 213)

پھر شاہ ولی اللہ کہتے ہیں: اس بات کا احتمال ہے کہ یہ دونوں پتھر اصل میں جنت سے ہوں لیکن جب انہیں دنیا میں لایا گیا تو حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ ان میں زمینی اوصاف رکھے جائے اور اس لیے ان کے نور کو مٹا دیا گیا۔ حجۃ اللہ البالغہ، ص: 556)

مولانا عبدالسلام بستوی لکھتے ہیں: ''حجر اسود ایک تاریخی پتھر ہے، جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے مبارک اجسام سے مس ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ پتھر کعبہ مقدس کے ایک کونے میں نصب ہے۔ اسی جگہ سے طواف شروع کیا جاتا ہے اور یہاں پر ہی آکر ایک چکر پورا ہوتا ہے۔ اس موقع پر اس کو چوما اور ہاتھ لگایا جاتا ہے تاکہ طوافوں کے گننے میں آسانی ہو اور تاریخی عظمت کا احترام بھی ہوسکے۔ عہد ابراہیمی میں عہد وپیمان لینے کے لیے ایک پتھر رکھ دیا جاتا تھا، جس پر لوگ آآ کر ہاتھ رکھتے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس عہد کے لیے وہ پتھر رکھا گیا ہے اس کو امتوں نے تسلیم کر لیا۔ اسی دستور کے مطابق حضرت خلیل نے اپنی مقدی قوموں کے لیے یہ پتھر نصب کیا، جو کوئی اس گھر میں جس کی بنیاد خدائے واحد کی عبادت کے لیے رکھی گئی ہے، داخل ہو، اس پتھر پر ہاتھ رکھے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے توحید کا عہد مضبوط کر لیا، وہ موحد ہو کر رہے گا۔ اگر جان بھی دینی پڑے اس سے منحرف نہ ہوگا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: مسئلے کی تحقیق کے لیے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ مسلمان کعبہ اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں۔ بت پرست اپنی حاجات اور پرارتھنا ان بتوں سے کرتے ہیں اور مسلمان کہتے ہیں: سبحان اللہ والحمد للہ خدا کے نام کی پاکی بیان کرتے ہیں، پس ان دونوں میں فرق نمایاں ہے۔ اگر مسلمان بھی کعبہ اور حجر اسود کی عبادت کرتے تو ساری نماز میں کوئی لفظ تو کعبہ کو مخاطب کر کے کہتے: اے کعبہ! تو ہماری مدد کر، حالانکہ بت پرست بتوں سے پراتھنا اور عجز ونیاز کرتے ہیں۔،، (فتاویٰ ثنائیہ 1 798)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب